بلاد شام
قرآن و احادیث کی روشنی میں
Al Qamishli
As Su
wayda
Iraq
AL-TAHREER

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

شام_عراق_فلسطین

گزشتہ کئی دہائیوں سے کفار کی جانب سے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے بس فرق یہ ہے کہ ہر دفعہ اہل کفر کی جانب سے علاقوں کا انتخاب مختلف ہوا کرتا ہے اور اب پورے عالم کفر کا تختہ اہل شام، عراق اور فلسطین بنے ہوئے ہیں۔

کئی لاکھ مسلمان شہید وزخمی ہوچکے ہیں،

ایک کروڑ سے زیادہ شامی، عراقی اور فلسطینی مسلمان کیمپوں میں پڑے ہیں،

ہزاروں، لاکھوں شامی، عراقی اور فلسطینی مسلمان مرد وعورتیں قید وبند کی بھیانک صعوبتیں برداشت کررہے ہیں،

لیکن لگتا ایسا ہے کہ ہر دفعہ کی طرح امت مسلمہ اس مرتبہ میں بھی خواب غفلت کے مزے لیتی رہے گی،

اور اگر اب کے ایسا ہوا تو یہ اس امت کے حق میں بہتر نہیں ہوگا۔

کیونکہ اگر اہل شام ہلاکت سے دوچار ہوگئے تو اس امت میں کوئی خیر باقی نہ رہے گی سوائے اس کے کہ مسلمان اپنی جان ومال سے اہل شام کی نصرت کریں۔

یھاں شام سے مراد شام کے آس پاس کے ممالک بھی مراد ھے

جو ماضی میں ایک شام میں شمار ھوتے تھے

ہم بلاد شام سے متعلق مختصراً تحاریر احادیث کی روشنی میں قسط وار آپ سب قارئین کے ساتھ شیئر کریں گے جس سے بلاد شام کی حقیقت وفضیلت واضح ہوگی خاص کر دور فتن میں شام سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کیا ہیں اور ہمیں ان احادیث کی روشنی میں کیا کرنا چاہیئے۔

بلادِ شام کے فضائل وبرکات

قرآن مجید میں کئی ایک ایسے مقامات ہیں جو بلادِ شام کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ) (الانبياء)

"اور ہم نے ابراہیم اور لوط علیہما السلام کو اسی سرزمین میں پناہ دی کہ جسے ہم نے اہل دنیا کے لیے بابرکت بنایا ہے۔"

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مراد سرزمین شام ہے' کیونکہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت ابراہیم اور لوط علیہما السلام کی ہجرت عراق سے شام کی طرف تھی۔(۲)

اسی سرزمین شام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کے لیے مقام ہجرت بنایا، اور اسی سرزمین میں اس کے گھروں میں سے ایک گھر بیت المقدس ہے"۔

مسجد اقصی اُسی سرزمین میں واقع ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے بابرکت بنایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ }

ترجمہ: پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے، اس لئے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اپنی قوم کے ساتھ سرزمین شام کی جانب جانے کا حکم دیا تھا، لیکن قوم نے داخل ہونے سے انکار کیا تھا،

{ يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّـهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ }

ترجمہ: اے میری قوم والو! اس مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نام لکھ دی ہے اور اپنی پشت کے بل روگردانی نہ کرو کہ پھر نقصان میں جا پڑو،

بلاد شام اللہ کے نیک بندوں کی میراث ہے، ارشاد باری ہے:

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا

ترجمہ: اور ہم نے ان لوگوں کو جو کہ بالکل کمزور شمار کئے جاتے تھے۔ اس سرزمین کے پورب پچھم کا مالک بنادیا، جس میں ہم نے برکت رکھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کو حکم دیا تھا کہ وہ ہواؤں کو ارض مبارک یعنی شام کی جانب رخ کرنے کا حکم دیں

ارشاد باری تعالی ہے

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ

ترجمہ: ہم نے تند و تیز ہوا کو سلیمان (علیہ السلام) کے تابع کر دیا جو اس کے فرمان کے مطابق اس زمین کی طرف چلتی تھی جہاں ہم نے برکت دے رکھی تھی، اور ہم ہر چیز سے باخبر اور داناہیں۔

ابن جریر طبری کہتے ہیں: سلیمان علیہ السلام کے حکم سے ارض مبارک کی ہوائیں چلتی تھیں، اور ارض مبارک سے مراد ملک شام ہے،

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ ﴿١﴾ وَطُورِ سِينِينَ ﴿٢﴾ وَهَٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ

ترجمہ: قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی۔ اور طور سینین کی۔ اور اس امن والے شہر کی.

بعض مفسرین نے آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہاہے کہ آیت میں لفظ تین سے مراد بلاد شام ہے اور لفظ زیتون سے مراد بیت المقدس ہے۔

سرزمین شام سچائی کا ٹھکانہ ہے

ارشاد ربانی ہے:

وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مُبَوَّأَ صِدْقٍ

ترجمہ: اور ہم نے بنی اسرائیل کو بہت اچھا ٹھکانا رہنے کو دیا۔

ابن کثیرؒ نے آیت کی تفسیر میں کہا کہ مبوا صدق سے مراد بلاد مصر و شام ہے جو بیت المقدس کے ارد گرد واقع ہے، اور طبری نے قتادہ کے حوالے سے کہا: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو شام اور بیت المقدس میں ٹھکانہ عطا کیا تھا۔

بلاد شام احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں:

قرب قیامت سے پہلے حضر موت سے آگ کا نکلنا اور شام کو لازم پکڑنے کا حکم

قرب قیامت کے حالات وواقعات میں بھی سرزمین شام کی اہمیت کئی ایک روایات میں منقول ہے۔ ایک روایت میں علامات قیامت کے ظہور کے بعد شام میں قیام کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((سَتَخْرُجُ نَارٌ مِنْ حَضْرَ مَوْتَ أَوْ مِنْ نَحْوِ حَضْرَ مَوْتَ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَحْشُرُ النَّاسُ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ)) (٨١)

"قیامت کے دن سے پہلے حضر موت یا حضر موت کے قریب سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ایک جگہ جمع کرے گی"۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ایسے حالات میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: "شام کی سرزمین کو پکڑ لو!"

علامہ البانی نے اس روایت کو 'صحیح' کہا ہے۔(٩١) اس روایت میں قرب قیامت میں سرزمین شام میں قیام کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

رواه الترمذي وصححه الألباني

لشکروں میں بٹ جانے کی صورت میں شام کے لشکر میں شامل ہونے کا حکم۔

حضرت عبد اللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((سَيَصِيْرُ الْأَمْرُ إِلٰى أَنْ تَكُوْنُوْا جُنُوْدًا مُجَنَّدَةً جُنْدٌ بِالشَّامِ وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ)) قَالَ ابْنُ حَوَالَةَ خِرْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَدْرَكْتُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: ((عَلَيْكَ بِالشَّامِ فَإِنَّهَا خِيرَةُ اللّٰهِ مِنْ أَرْضِهِ يَجْتَبِيْ إِلَيْهَا خِيرَتَهُ مِنْ عِبَادِهِ، فَامَّا إِنْ أَبَيْتُمْ فَعَلَيْكُمْ بِيَمَنِكُمْ، وَاسْقُوْا مِنْ غُدْرِكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَوَكَّلَ لِيْ بِالشَّامِ وَأَهْلِهِ)) (١١)

"تمہارے دین اسلام کا معاملہ یہ ہو گا کہ تم لشکروں کی صورت میں بٹ جاؤ گے۔ ایک لشکر شام میں' ایک عراق میں اور ایک یمن میں ہو گا"۔ ابن حوالہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں اس زمانے کو پالوں تو مجھے اس بارے میں کوئی وصیت فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شام کو پکڑ لے کیونکہ وہ اللہ کی زمینوں میں سے بہتر سرزمین ہے۔ اللہ کے بہترین بندے اس کی طرف کھنچے چلے جائیں گے۔ پس اگر تمہارا ذہن شامی لشکر کا ساتھ دینے پر مطمئن نہ ہو تو یمن کی طرف چلے جانا اور صرف اپنے گھاٹ سے پانی پینا۔ اللہ تعالیٰ نے میرا اکرام کرتے ہوئے شام اور اہل شام کی ذمہ داری لے لی ہے۔"

علامہ البانی نے اس روایت کو 'صحیح' قرار دیا ہے

[أبوداود، السنن، كتاب الجهاد، باب : فى سكنى الشام، 3 : 4، رقم : 2483]

تم شام میں سکونت اختیار کرو اللہ اپنے بہترین بندوں کو چن کر اس سرزمین میں اکٹھا فرمائے گا۔

نیز نبی کریم ﷺ نے اہل شام سے متعلق وصیت فرماتے ہوئے فرمایا: تم سرزمین شام کو (سکونت کے لئے) اختیار کرنا کیونکہ سرزمین شام اللہ تعالیٰ کی زمین میں بہترین زمین ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قطعہ ارضی میں اپنے بہترین بندوں کو چن کر اکٹھا فرمائے گا'[رواہ أبو داود وأحمد، بسند صحیح.]

شام میں ایک گروہ کا ہمیشہ حق کے لیے لڑنا۔

حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت میں سے ایک گروہ ایسا ہو گا جو کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتا رہے گا جو بھی انہیں ذلیل کرنے یا انکی مخالفت کرے گا وہ انہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آجائے گا اور وہ لوگ اس پر قائم ہوں گے۔ (متفق علیہ) مالک بن یخامر کہتے ہیں: میں نے حضرت معاذ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ یہ گروہ شام میں ہو گا۔

ملک شام پر فرشتے اپنے پر بچھائے ہوئے ہیں۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((طُوْبٰی لِلشَّامِ)) فَقُلْنَا: لِأَیِّ ذٰلِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: ((لِأَنَّ مَلَاءِکَۃَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَۃٌ اَجْنِحَتَھَا عَلَیْھَا)) (۴)

"شام کے لیے خوشخبری ہو"۔ ہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کس وجہ سے خوشخبری؟ تو آپ نے فرمایا: "رحمان کے فرشتوں نے اپنے پر شام پر پھیلائے ہوئے ہیں۔"

یہ روایت بھی شام کی سرزمین کے بابرکت ہونے کی واضح دلیل ہے۔ علامہ البانی نے اس روایت کو 'صحیح' قرار دیا ہے۔ (۵)

فتنوں کے دور میں ایمان شام میں ہو گا۔

احادیث نبویہ میں کئی ایک روایات ایسی ملتی ہیں کہ جن میں دورِ فتن میں سرزمین بلادِ شام میں قیام کی تاکید کی گئی ہے۔ جیسے اس حدیث سے بھی ظاہر ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت کے الفاظ ہیں:

((بَیْنَا اَنَا نَاءِمٌ إِذَا رَأَیْتُ عُمُوْدَ الْکِتَابِ احْتَمِلَ مِنْ تَحْتِ رَأْسِیْ فَظَنَنْتُ أَنَّہٗ مَذْھُوْبٌ بِہٖ فَاَتْبَعْتُہٗ بَصَرِیْ فَعُمِدَ بِہٖ إِلَی الشَّامِ أَلَا وَإِنَّ الْاِیْمَانَ حِیْنَ تَقَعُ الْفِتَنُ بِالشَّامِ)) (۶)

رواه الإمام أحمد وصححه الألباني

"اس دوران کہ میں سویا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ کتاب کا عمود (بنیادی حصہ) میرے سر کے نیچے سے کھینچ لیا گیا' پس مجھے یہ یقین ہو گیا کہ اب یہ جانے والا ہے تو میری نگاہ نے اس کا پیچھا کیا اور وہ شام تک پہنچ گئی۔ خبر دار! فتنوں کے وقت ایمان شام کی سرزمین میں ہو گا۔"

کتاب کے عمود سے کیا مراد ہے؟ اس کے بارے میں اہلِ علم کا اختلاف ہے۔ اہلِ تعبیر یہ کہتے ہیں کہ خواب میں عمود سے مراد 'دین' یا وہ شخص ہو تا ہے کہ جس پر دین کا انحصار ہو۔ اس لیے خواب میں عمود کی دو معروف تعبیرات میں سے ایک 'دین' اور دوسرا 'سلطان' کی گئی ہے۔(۷) بہر حال دونوں تعبیرات کی روشنی میں شام کی فضیلت و اہمیت مسلم ہے۔

جب اہلِ شام فساد کا شکار ہو جائیں تو مسلمانوں میں کوئی خیر باقی نہیں رہے گا۔

حضرت معاویہ بن قرۃ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيْكُمْ،لَا تَزَالُ طَاءِفَةٌ مِنْ أُمَّتِىْ مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ)) (۸)

"جب اہلِ شام فساد کا شکار ہو جائیں گے تو پھر اس اُمت میں کوئی خیر باقی نہیں رہے گا۔ اور میری اُمت میں سے ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہے گا کہ جسے قیامت تک خدائی نصرت شامل حال رہے گی۔ جو انہیں ذلیل کرنا چاہے وہ ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا۔":

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارضِ مقدس کے رہنے والوں کے فساد کا شکار ہونے پر امت کے خیر کی نفی فرمائی،لہٰذا ایمان اور عمل صالح کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ ضروری ہے، مقدس مکان کے ساتھ مقدس عمل کا اجتماع کیا ہی خوبصورت ہو گا۔

ہجرت مدینہ کے بعد دوسری ہجرت شام کی طرف رہ جانے والے شریر ہوں گے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((سَتَكُوْنُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ فَخِيَارُ أَهْلِ الْاَرْضِ اَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرَ إِبْرَاهِيْمَ وَيَبْقٰى فِى الْاَرْضِ شِرَارُ اَهْلِهَا)) (۳۱)

"ہجرت (مدینہ) کے بعد ایک اور ہجرت ہو گی اور زمین پر موجود بہترین لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کی جگہ کی طرف ہجرت کریں گے اور بقیہ زمین پر صرف شریر لوگ باقی رہ جائیں گے۔"

علامہ البانی نے اس روایت کو 'صحیح' قرار دیا ہے۔(۴۱) یہ دورِ فتن کی ہجرت ہے اور اسے ہجرتِ مدینہ کی ہجرت کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ پس اسلام میں پہلی ہجرت 'ہجرت مدینہ' تھی جو اہل مکہ کے فتن و آزمائشوں کے سبب ہوئی اور مدینہ منورہ اس ہجرت کے سبب عظیم سلطنت اسلامیہ کے قیام کی نہ صرف بنیاد بنا بلکہ خلافت اسلامیہ کا مرکز اول بھی قرار پایا۔ اسلام میں آخری ہجرت کفار کی آزمائش کے سبب بلادِ شام کی طرف ہو گی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور مہدی کے ظہور کی سرزمین ہے اور اسی سرزمین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کرنے کے بعد دوسری بار خلافت اسلامیہ علیٰ منہاج النبوۃ کی بنیاد رکھیں گے۔ پس اسلام کے ابتدائی عروج کا مرکز مدینہ تھا تو انتہائی عروج کا مرکز ارضِ مقدس ہے۔

روم کی طرف سے شام پر اقتصادی پابندیاں عائد کی جائیں گی۔

بعض روایات میں اس طرف اشارہ ہے کہ اہلِ روم کی طرف سے اہلِ شام پر اقتصادی پابندیاں عائد کی جائیں گی۔ حضرت ابو نضرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ انہوں نے فرمایا:

يُوْشِکُ أَهْلُ الْعِرَاقِ أَنْ لَا يُجْبٰى إِلَيْهِمْ قَفِيْزٌ وَلَا دِرْهَمٌ، قُلْنَا مِنْ أَيْنَ ذٰلِکَ؟ قَالَ: مِنْ قِبَلِ الْعَجَمِ يَمْنَعُوْنَ ذٰلِکَ، ثُمَّ قَالَ: يُوْشِکُ أَهْلُ الشَّامِ أَنْ لاَ يُجْبٰى إِلَيْهِمْ دِيْنَارٌ وَلَامُدْىٌ' قُلْنَا مِنْ أَيْنَ ذٰلِکَ؟ قَالَ: مِنْ قِبَلِ الرُّوْمِ(۵۱)

"قریب ہے کہ اہل عراق کو ان کا قفیز (ماپ تول کا ایک پیمانہ) اور درہم (چاندی کی کرنسی) کچھ فائدہ نہ دے۔ ہم نے کہا: ایسا کہاں سے ہو گا؟ تو انہوں نے کہا: عجم (غیر عرب) سے ہو گا' وہ اسے روک دیں گے۔ پھر حضرت جابرؓ نے کہا: قریب ہے کہ اہل شام کو ان کا دینار (سونے کی کرنسی) اور مدی (ماپ تول کا ایک پیمانہ) کچھ فائدہ نہ دے۔ تو ہم نے کہا: یہ کیسے ہو گا؟ تو حضرت جابرؓ نے کہا: یہ اہل روم کی طرف سے ہو گا۔"

اس روایت کے مفہوم سے اہل فلسطین بھی مراد لیے جاسکتے ہیں کہ جنہیں اسرائیل کی طرف سے متعدد پابندیوں کا سامنا ہے اور موجودہ شام بھی مراد ہو سکتا ہے کہ جسے حالیہ شورشوں کے سبب کئی اعتبارات سے اقتصادی پابندیوں کا سامنا ہے۔

دورِ فتن میں شام اہل ایمان کا وطن۔

ایک اور روایت میں دورِ فتن میں سرزمین شام کو مسلمانوں کا وطن قرار دیا گیا ہے۔ حضرت سلمہ بن نفیل کندی سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے کہا:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَذَالَ النَّاسُ الْخَيْلَ وَوَضَعُوا السِّلَاحَ وَقَالُوْا لَا جِهَادَ قَدْ وَضَعَتِ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا' فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَجْهِهٖ وَقَالَ: ((کَذَبُوا الْآنَ الْآنَ جَاءَ الْقِتَالُ وَلَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ وَيُزِيْغُ اللّٰهُ لَهُمْ قُلُوْبَ اَقْوَامٍ وَيَرْزُقُهُمْ مِنْهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَحَتّٰى يَأْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ' وَالْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُوَ يُوْحٰى إِلَيَّ أَنِّيْ مَقْبُوْضٌ غَيْرَ مُلَبَّثٍ وَأَنْتُمْ تَتَّبِعُوْنِيْ أَفْنَادًا يَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ وَعُقْرُ دَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ الشَّامُ)) (۶۱)

اے اللہ کے رسول ﷺ! لوگوں نے گھوڑوں کو حقیر سمجھ لیا ہے اور ہتھیار رکھ دیے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ اب کوئی جہاد نہیں ہے' جنگ ختم ہو چکی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں۔ جنگ تو اب شروع ہوئی ہے۔ اور میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی اور اللہ تعالیٰ اقوام کے دلوں کو ان سے متنفر کر دے گا اور اللہ تعالیٰ انہیں ان سے رزق دے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے اور اللہ کا وعدہ آ جائے۔ گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے دن کے لیے خیر باندھ دی گئی ہے۔ میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ مجھے اٹھا لیا جائے گا اور تم مختلف فرقوں کی صورت میں میری اتباع کرو گے۔ اور ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے۔ ان حالات میں شام اہل ایمان کا گھر ہو گا۔"

علامہ البانی نے اس روایت کو' صحیح' کہا ہے۔

اہل شام کے لیے رسول اللہ ﷺ کی دعا۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ ہمارے (ملک) شام میں برکت عطا فرما! اے اللہ ہمارے یمن میں برکت عطا فرما! صحابہ نے کہا: اور ہمارے نجد میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ ہمارے (ملک) شام میں برکت عطا فرما! اے اللہ ہمارے یمن میں برکت عطا فرما! صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور ہمارے نجد میں؟ صحابہ کا ارادہ تھا کہ آپ اہل نجد کے لیے بھی دعا کریں، لیکن آپ نے ان کے لیے دعا نہیں فرمائی، البتہ یہ فرمایا: یہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور یہیں سے شیطان کی سینگ طلوع ہو گی۔

جنگ عظیم کے وقت مسلمانوں کا خیمہ دمشق میں ہو گا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنگ عظیم کے وقت مسلمانوں کا خیمہ (فیلڈ ہیڈ کوارٹر) شام کے شہروں میں سب سے اچھے شہر دمشق کے قریب "الغوطہ" کے مقام پر ہو گا۔

(سنن ابی داود، مستدرک حاکم)

ایک گروہ کا حق کے لیے لڑنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مسیح دجال کا سامنا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ میری امت میں سے ایک گروہ حق پر لڑتا رہے گا، جو اپنے دشمن پر غالب رہے گا، حتی کہ ان میں سے آخری شخص مسیح الدجال سے لڑائی کرے گا۔ یہ بات مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فلسطین میں باب لد کے پاس مسیح دجال کا سامنا کریں گے۔

دنیا و دین کی ابتدا مکہ سے ہوئی اور انتہا شام میں ہو گی۔

پس بلادِ شام میں اصحاب علم و فضل اور اہل حل و عقد کی ایک جماعت قیامت تک ایسی رہے گی کہ جسے خدائی نصرت شامل حال رہے گی۔ امام ابن تیمیہؒ نے ایک لطیف نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ خلق و امر میں مبدا و معاد مکہ اور شام ہیں' ارادہ کونیہ ہو یا ارادہ شرعیہ۔ دنیا و دین کی ابتدا مکہ سے ہوئی اور دنیا و دین کی انتہا شام میں ہو گی۔ اللہ کے رسول ﷺ کے دین کی ابتدا اور ظہور مکہ سے ہوا اور اس کا کمال و عروج شام میں مہدی کے ظہور سے حاصل ہو گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول۔

جیسا کہ بعض روایات میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول کے بارے میں یہی بشارت منقول ہے کہ دمشق کی مشرقی جانب موجود سفید منارہ پر دو فرشتوں کے پَروں پر ہاتھ رکھے ان کا نزول ہو گا

غنائم اور رزق کی سرزمین۔

ابو امامۃ الباھلی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے کہا: اللہ نے میرا رخ شام کی طرف کیا ہے اور میری پیٹھ یمن کی طرف اور مجھے کہا ہے: اے محمد ﷺ! میں نے تمہارے سامنے غنیمتوں اور رزق کو رکھا ہے اور تمھارے پیچھے مدد رکھی ہے۔(ترمذی اور اس کو البانی نے صحیح الجامع میں صحیح کہا ہے)

عسقلان شام کی سرحدوں میں سے ایک سرحد ہے۔

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے نبوت ورحمت ہوگی، پھر خلافت اور رحمت ہوگی، پھر ملوکیت اور رحمت ہوگی، پھر لوگ اس پر گدھوں کی طرح ٹوٹ پڑیں گے، لہٰذا (اس وقت) تم پر جہاد لازمی ہوگا، اور تمہارا رباط میں جہاد کرنا افضل ہوگا، اور تمہارا افضل رباط عسقلان ہوگا۔(اخرج الطبرانی فی المعجم الکبیر، سلسلہ الصحیحہ:3270)

'رِباط' کا مطلب ہے آدمی کا حالتِ جنگ کیلئے کسی جگہ پر تیار اور حاضر پایا جانا۔ اس کیفیت میں ہونا کہ جنگ اب چھڑ سکتی۔ یا یہ کہ آدمی کو کسی جھڑپ کیلئے ابھی طلب کر لیا جائے گا یا ذرا ٹھہر کر۔ جنگ کے لئے آدمی کا محاذ پر ہونا اور مورچہ زن ہو رہنا۔

ایک پیغام امت مسلمہ کے نام

کہاں ہیں وہ مسلمان، کہاں ہے وہ نوجوانان اسلام، کہاں ہیں وہ علماء کرام جن کے سینہ میں اس امت کا غم و درد ہو، کہاں ہے وہ ابطال جو اپنی بہن کی ایک پکار پر محمد بن قاسم بنے، کہاں ہے وہ سلطان نور الدین زنگی و صلاح الدین ایوبی جو ہماری روتی مسجد اقصیٰ کو ناپاکوں سے آزاد کرا سکے، واللہ، واللہ آج کوئی نہیں بہن، بہن، بیٹی بیچ دی گئی، عرب کے خائنین کے خیانت سے مسجد اقصیٰ ہم سے بچھڑ گئی شام کا بیشتر حصہ چھین لیا گیا، عراق لٹ گیا، خراسانی اہل ایمان کے خلاف فتاویٰ جاری ہو گئے، کب جاگو گے اے خواب غفلت میں پڑے مسلماں آخر کب۔۔۔۔۔۔ اٹھو کہ اب ہی تو قتال کا وقت آیا ہے۔ اٹھو کہ اب ہی تو اپنے محبوب نبی ﷺ پر مر مٹنے کا وقت آیا ہے۔ آؤ اب ہی تو عمر، علی، خالد، سعد، طلحہ، جراح رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین بننے کا وقت آیا ہے۔ اگر اب بھی خواب غفلت میں پڑے رہے تو یاد رکھو، یاد رکھو قیامت کے روز کوئی عذر قبل قبول نہ ہوگا۔ اے اللہ تو گواہ رہنا۔۔ تو گواہ رہنا۔۔۔ تو گواہ رہنا۔ کہ ہم نے پیغام پہنچا دیا ہے۔

والسلام

اخوکم

ابو طلحہ المہاجر